توہینِ رسالت اور ملتِ اسلامیہ کی ذمہ داری

از: ڈاکٹر اجمل فاروقی

شیطانی فلم کے خلاف امریکی حکمرانوں اور ترجمانوں نے انتہائی گستاخانہ طنز آمیز بیانات جاری کرکے اپنی شیطنت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے، اور انھیں کی لَے میں لَے ہمارے کچھ علما، نام نہاد دانشور اور اردو میڈیا کے بعض حضرات بھی ملا رہے ہیں۔ ایک گھریا ایک ادارہ کے آپ ذمہ دار ہیں، آپ کے کارکنوں میں سے ایک خلافِ قانون یا خلافِ تہذیب حرکت کرتا ہے، مثلاً ایک راہ گیر کے پتھر مار دیتا ہے، وہ آپ کے پاس شکایت لے آتا ہے، آپ کہتے ہیں: مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے دکھ پر افسوس کرتا ہوں، آپ کہتے ہیں اپنے ملازم کو سزا دیجیے، وہ آئندہ سے ایسا نہ کرے، وہ کہتا ہے یہ نہیں ہوسکتا، یہ تو اس کی آزادی پر پابندی لگانے والی بات ہے۔ ہماری تہذیب میں ایسا نہیں ہوتا۔ بتایئے ایسے میں شکایت کرنے والا فرد کیا کرے گا؟ ہمارے نام نہاد دانشوران نے ایک جملہ رٹ لیا ہے ”یہ تو ان کی سازش ہے، وہ اشتعال دلانا چاہتے ہیں، ہماری امیج خراب کرنا چاہتے ہیں، دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان خونخوار ہیں، دہشت گرد ہیں، ہمیں صبر وضبط وحکمت اور ہوش سے کام لینا چاہیے۔“ حالاں کہ امریکی حکمرانوں نے اپنے بیانات سے اپنی نیت صاف کردی ہے۔ یورپ کے بڑے مسلم آبادی والے ملک فرانس میں کارٹون کی اشاعت اور حکومتی سطح پر اس کی حمایت اور احتجاج پر پابندی کے ذریعہ اپنا عندیہ واضح کردیا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس طرح کی مذموم حرکتیں جاری رکھنے پر پابندی نہیں لگائیں گے۔ اس مسئلہ پر خاص طور پر اقوامِ متحدہ میں اوبامہ اور اس کے نمائندہ الان چیمبرلن (Allen Chamberlain) نے جلے ہوئے پر نمک چھڑکتے ہوئے کہا کہ ”ہمیں افسوس ہے مگر ہم دنیا میں ہر جگہ انسانی حقوق اور حقِ اظہار رائے کی حفاظت کریں گے۔“ اور اس طرح طنز بھی کیا کہ جہاں اظہارِ رائے کی آزادی نہیں ہے، وہیں تشدد، غریبی اور انتہا پسندی پائی جاتی ہے۔ میں اپنے دانشور علماء اور بزرگان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ بالا بیان پڑھ کر انصاف سے بتائیں کہ اس میں افسوس کا اظہار

ہے یا اپنی جہالت اور شرارت پر اصرار اور ملتِ اسلامیہ پر طنز ہے۔ یہ مغربی بھیڑیے کتنے جمہوریت پسند، انسانی حقوق کے دل دادہ اور حقِ اظہار رائے کے حمایتی ہیں، اس پر الجیریا سے لے کر ہندوستان تک کروڑوں بے گناہوں کا خون اور صدیوں کی غلامی گواہ ہے۔ ان کی جمہوریت نے کتنی جمہوریتوں کا گلا گھونٹا ہے اور آج بھی گلا گھونٹوا رہے ہیں۔ ساری دنیا میں مسلمانوں کے احتجاج میں چار امریکی ہلاک ہوگئے تو سارے میڈیا آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں؛ مگر عراق پر بُش کے اقوامِ متحدہ کی اجازت کے بغیر کیے گئے حملے میں پانچ لاکھ سے زیادہ معصوم بچے، بوڑھے، خواتین شہید کیے گئے تب میڈیا چپ رہا؟ جو میڈیا اور مسلم دانشور اس وقت چپ بیٹھے رہے، جب گوانتا موبے اور ابوغریب میں امریکی حکومت کی مرضی قرآن پاک کی بے حرمتی کو ایک تعذیبی ہتھکنڈہ (Torture Tool) کی طرح بار بار استعمال کیا گیا۔ قرآن کو جوتوں کی ٹھوکریں ماری گئیں اور اسے فلش بھی کیا گیا؛ تاکہ قیدی برداشت نہ کرکے اپنے راز اُگل دیں۔ یہ سب ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ وکی لیکس میں بھی محفوظ ہے۔ گردنوں میں پٹہ ڈال کر خبیث امریکی خاتون فوجی کی فوٹو لوگوں کو ابھی بھی یاد ہے۔ اس وقت یہ واعظین اور صبر اور حکمت کی تلقین کرنے والے کہاں تھے؟ مسلمانوں کو گردن جھکا کر جینے اور شعائرِ اسلام اور پیغمبرِ آخرالزماں ﷺ کی کردارکشی پر مظاہرہ کرنے والوں کو جذباتی، بیوقوف اور صبر وحکمت سے عاری بتانے والے کہاں تھے؟ اور ابھی یہ سلسلہ رکا کہاں ہے؟ پچھلے ہی دنوں افغانستان میں قرآن سوزی امریکی فوجیوں کے ذریعہ کی گئی۔ اس پر دنیا میں کوئی ہنگامہ نہیں ہوا۔ افغانستان کو چھوڑ کر دنیا نے مسلمانوں کو کیا تمغے عطا کیے۔ کتنے غیرمسلم اسلام لے آئے کہ مسلمانوں نے بڑے اونچے اخلاق کا مظاہرہ کیا اور قرآن سوزی کے واقعات کے باوجود آرام سے قورمہ، نہاری کھا رہے ہیں اور T-20 کا مزہ لے رہے ہیں؟

علم وحکمت کے ٹھیکیداروں سے سوال یہ ہے کہ ۵۶ ملکوں اور ڈیڑھ ارب آبادی والی اُمتِ مسلمہ پر شعائرِ اسلام کی بے حرمتی ہونے پر کوئی شرعی ذمہ داری حکومتی اور اجتماعی سطح پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ جس طرح امریکہ عافیہ صدیقی، خالد شیخ، ابوحمزہ مصری کو زبردستی اغوا کرکے قانوناً ملک بدر کرالیتا ہے۔ یہ ۵۶ مسلم ملک ایسا کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہ ایسا نہیں کرتے تب ملت میں مایوسی، بے مائیگی اور انتشار پھیلتا ہے۔ جب اجتماعیت کے سربراہ مجرمانہ خاموشی یا دکھاوے والی کارروائیاں کرکے عوام کو بے وقوف بنانا چاہتے ہیں، تب عوام اپنے طور پر فیصلہ کرتی ہے۔ خواص اور نام نہاد دانشوروں اور صحافیوں کے امریکی دوروں اور مدرسوں اور جامعہ ملیہ ومسلم یونیورسٹی اور

اسلامک کلچر سینٹر دہلی وغیرہ میں امریکی سفارت کاروں کی بار بار کی آمد اور نوازشوں کے طفیل عراق پر امریکی حملہ کے بعد سے لگاتار مسلم قائدین اور اردو صحافت میں ایمانی بے حسی بڑھی ہے۔ گوکہ اس کے عنوانات بہت خوشنما صبر، حکمت اور ہوش مندی وغیرہ کے ہی ہیں۔ اگر یہ مغرب کی سازش کا ایک پہلو ہوسکتا ہے کہ وہ ہمیں چھیڑکر اس کے ردعمل کے ذریعہ ہماری منفی تصویر دکھانا چاہتا ہے تو کیا ایک پہلو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ دھیرے دھیرے ملت کے اندر سے ایمانی غیرت، حمیت، حس اور اللہ اور رسول ﷺ، قرآن، کعبہ کی بے توقیری کا ماحول پیدا کردے۔ آج رسول ﷺ کے کارٹون اور کردارکشی پر ہم چپ رہیں تو خدانخواستہ جب کل کعبہ مشرفہ پر حملہ ہو، جیسا کہ امریکی فوج کے تربیتی اسکول میں حال تک تربیت کی جاتی رہی ہے تو اس وقت بھی کچھ ''جذباتی، بے صبروں اور بے وقوفوں'' کے علاوہ ساری امت، ''صبر''، ''حکمت'' اور ''دانائی'' کے ساتھ ﴿إِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُونَ﴾ ''ہم تو یہاں بیٹھے رہنے والوں میں سے ہیں'' کا ورد کرتی رہے گی، تو کیا اللہ تعالیٰ کے حضور بھی یہ پوری ملت، حکومتیں، جماعتیں اور علماء و دانشوران جواب دہی کر پائیں گے؟

حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی غزوات میں بعض صحابۂ کرامؓ سے ڈسپلن کی خلاف ورزی یا اجتہادی غلطی وغیرہ ہوئی ہے۔ مثلاً ایک مقابل کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کردیا کہ یہ جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ رہا ہے تو حضور ﷺ نے افسوس بھی کیا۔ صحابی رضی اللہ عنہ کو پھٹکار لگائی؛ مگر کیا آئندہ ایسا پھر نہ ہوجائے کہ اندیشہ سے جہاد کو ہی ختم کردیا کہ بس اب صرف دعوت اور تبلیغ ہوگی؟ دنیا بھر کے احتجاج میں جو بھی غیرقانونی حرکتیں اور نقصانات مسلمانوں نے کیے اس کا قانونی اور مالیاتی جرمانہ، سزا اور تاوان کی شکل میں متاثرین کو دیا جانا چاہیے؛ مگر مغرب سے بھی حساب چکانا ضروری ہے، اس نے مسلم دنیا میں جو لوٹ مار کی ہے، عراق سے تو تیل چرایا جارہا ہے، جو لاکھوں بے گناہ شہید کیے گئے ہیں ۴۵ سالوں سے لاکھوں فلسطینی مہاجرین کی زندگی گزار رہے ہیں، خود امریکی حکومت کے اعتراف کے مطابق ڈرون حملوں میں ہزاروں بے گناہ بچے، عورتیں متوازی نقصان Collateral damage کے طور پر مارے گئے ہیں، ان سب کا جرمانہ بھی لیا جانا ضروری ہے۔ ان کا یاد دلایا جانا ضروری ہے۔ مغرب کے ان بے شرم قائدین اور ان کے مشرقی غلاموں کو جمہوریت کی دہائی دیتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ الجیریا میں جمہوریت کا گلا گھوٹنے کی وجہ سے اب تک ۲۵ لاکھ انسانی جانیں ضائع ہوگئیں؛ کیونکہ امریکہ اسلام پسند اسلامک سالوشن فرنٹ کو الیکشن میں منتخب ہوکر اقتدار میں آنے نہیں دینا چاہتا تھا اور آج ۲۰ سال سے قتل

وخون جاری ہے۔ یہ سوال اوباما اور اس کے غلاموں سے کون پوچھے گا؟ جو مسلمانوں کو انسانی حقوق کے عدمِ تحفظ اور تشدد کے فروغ کا طعنہ دیتا ہے! آج فلسطین میں حماس کی جمہوری جیت کے خلاف فتح کو مغرب کیوں حمایت دے رہا ہے۔ یہ کس جمہوریت کا اصول ہے؟ آج سعودی عرب کی بادشاہی کی طرف سے آنکھیں کیوں بند رکھی جارہی ہیں۔ بادشاہی اور جمہویت میں کیا تعلق ہے؟

آزادیِ اظہار رائے کی حقیقت سب کو معلوم ہے کہ یہودیوں کو بدنام کرنا جرم ہے۔ لندن کے میئر کین لیونگسٹن کو عہدہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔ تاریخ دان اروِن کو جیل ہوگئی۔ احمدی نژاد کے خلاف میڈیا میں طوفان کھڑا کیا گیا، برٹش شہزادی کے برہنہ فوٹو کو حضور ﷺ کے کارٹون کے اگلے دن کورٹ کے آرڈر سے شائع نہیں ہونے دیا اور امریکہ اور یوروپ میں سیکورٹی کے نام پر انسانی حقوق کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ ہوائی اڈوں پر اسکیننگ سے لے کر ننگی تلاشیاں لینے والے ہر مسجد میں FBI کے مخبر گھسیڑنے والے ہر امریکی کی E-Mail اور فیس بک پر نظر رکھنے والے کس منھ سے انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں؟ ضرورت ہے اس منافقت کو برہنہ کرکے سامنے لانے کی۔ ان کے انصاف کے پیمانے بھی ملاحظہ ہوں۔ پادری ٹیری جونز قرآن پاک کو جلا کر بے حرمتی کرتا ہے، اسے ایک دن کی سزا یہ مکار حکومت دیتی ہے۔ کیا دنیا میں ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے حقوق کی قیمت ان ظالموں نے اتنی ہی لگائی ہے؟ اس سے چھوٹے چھوٹے جرائم میں مسلم علماء، عمر قید، تنہائی کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ گذشتہ روز ہی ایک امریکی عدالت نے 11/9 کے مشکوک پراَسرار واقعہ کے لیے القاعدہ اور ایران پر ۶/ارب ڈالر کا جرمانہ صرف ۴۵ متاثرین کے خاندانوں کے لیے کیا ہے؟ مگر عراق پر غیر قانونی امریکی حملہ کے ۵ لاکھ متاثرین لوگوں سے الٹا ان کا پیٹرول بطورِ خرچہ وصول کیا جارہا ہے؟

یہ ہے اس انسانی حقوق اور آزادیِ اظہار رائے کی حقیقت جس کا شور مچا کر اپنی ذہنی خباثت اور مذہبی دشمنی کو روبہ عمل لایا جارہا ہے۔ اقوامِ متحدہ ماحولیات کے خلاف نشہ آور ادویہ کے خلاف، بچہ مزدوری کے خلاف، سر پر غلاظت ڈھونے کے خلاف، تمبا کو نوشی کے خلاف قوانین بناتی ہے؛ مگر اہانتِ دین کے قانون کو یہ ظالم مغربی ممالک پاس نہیں ہونے دیتے کہ اس کا غلط استعمال ہوگا۔ غلط استعمال تو دنیا کے ہر قانون کا ہورہا ہے۔ سیکورٹی کے قوانین ہوں، جہیز کے خلاف قانون ہو یا زنا یا خواتین کے خلاف دست درازی کے قوانین ہوں؛ مگر اس کے باوجود یہ

قوانین جاری وساری ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف خصوصی قوانین کی زد میں ہندوستان سمیت دنیا بھر میں ہزاروں بے گناہوں کی جو جوانیاں برباد کردی گئیں اور گھر اجاڑ دیے گئے؛ مگر قوانین زندہ ہیں؛ کیونکہ ممالک کے تحفظ کا سوال ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اہلِ ایمان کے لیے اللہ اور رسول ﷺ، قرآن، کعبہ عزیز ہے۔ وہ ان کی بے ادبی پر تمام قانونی کارروائیاں کرے گی، چاہے دشمنانِ دین کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔ جس جس طرح کی کارروائیاں اہلِ مغرب دینِ اسلام کے خلاف کررہے ہیں، وہ علمی نوعیت کی ہے ہی نہیں کہ ان کا علمی جواب دیا جائے۔ وہ سب کے سب ہتک اور توہین کے زمرہ میں آتی ہیں۔ امت مسلمہ کے لیے فی الوقت ترجیحات میں سب سے ضروری کاموں میں الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کو وجود میں لانے کا ہے۔ کروڑوں روپیہ کے کانفرنس، سیمینار، اجتماعات، امریکہ، برطانیہ کے تبلیغی دوروں کے ساتھ ساتھ صبر، حکمت، طویل المدتی پالیسی کے تحت اپنا میڈیا کیوں نہیں کھڑا کیا جاتا؟ غیرمسلموں نے E-TV اور Z. Salam شروع کردیا اور ہمارے دانشور بھی انھیں کے بھروسہ بیٹھے رہتے ہیں، جو حضرات بڑی حکمت ودانائی کی باتیں کررہے ہیں وہ ایمان داری کے ساتھ بتاسکتے ہیں کہ احتجاج یا مظاہرہ کے بجائے کتنے غیرمسلموں تک نبیِ رحمت ﷺ کی سیرت سے متعلق مواد پہنچا سکے؟ اب تک طویل المدتی پالیسی کے تحت وہ کتنے غیرمسلموں تک دعوتی ربط کرپائے؟

آج وطن پرستی کے نام پر اس کی حفاظت کے لیے اس کے پرچم، قومی نشان، قومی ترانہ، قومی جانور تک کی بے عزتی پر سزا ہوتی ہے، اور ہمارے دانشور ہمیں بتارہے ہیں کہ رحمۃٌ للعالمین کی بے حرمتی کی سزا قرآن مجید میں بیان ہی نہیں ہوئی ہے؛ جب کہ قرآن تو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند آواز کرنے پر سارے اعمال غارت ہونے کی خوفناک تنبیہ کرتا ہے، اور ہم رسول ﷺ کی کردارکشی کو پی جانے پر آمادہ کیے جارہے ہیں۔ کیا خود حضور ﷺ نے شاتم رسول ﷺ کعب بن اشرف کے خلاف کارروائی نہیں کروائی تھی؟ جھوٹے داعیانِ نبوت کے خلاف مسلح کارروائی نہیں کی تھی؟ یہ کام عوام نے نہیں کیے تھے؛ مگر حکومتیں کیوں نہیں کرتیں؟ جمہوریت کس چڑیا کا نام ہے؟ قیامت کے دن اللہ دلوں کے راز کھول کر سب سے حساب لے گا اس حساب سے اور رسول اللہ ﷺ کے حضور پیشی کا خیال کرکے اپنے خیال کا اظہار کرنا چاہیے۔ حالات کا جبر، غلط رجحانات وخیالات کی اشاعت کا ذریعہ نہ بنادے، اس بدنصیبی سے ہمیں پناہ مانگنی چاہیے۔

❁ ❁ ❁